© rasailojaraid.com

غزل

جناب آلم مظفر نگری

چھڑا سکی نہ غم و فکرِ دو جہاں سے مجھے
وہ اک امید کہ تھی مرگِ ناگہاں سے مجھے

گلہ اگر ہے تو ہے اپنی ہی فغاں سے مجھے
قفس میں لائی ہے یہی تو آشیاں سے مجھے

حریفِ دَیر۔ حرم ہے تو کس لئے اُس نے
کبھی یہاں سے پکارا کبھی وہاں سے مجھے

وجود بھی تو عدم ہی کی ایک منزل ہے
کہاں یہ لے کے چلی زندگی کہاں سے مجھے

یہ رنگ و بو کے مسلسل چمن میں ہنگامے
نہ روک دیں کہیں تکمیلِ آشیاں سے مجھے

وہ آج خود بھی ہیں مجبورِ عشق کے ہاتھوں
جو روکتے تھے کل اس شغلِ رائگاں سے مجھے

سپرد کی تھی جنھیں میں نے کائناتِ چمن
وہ آج روکتے ہیں سیرِ گلستاں سے مجھے

سبب ہے گرمیِ پرواز کا بہاروں میں
وہ ربطِ خاص جو ہی برقِ آشیاں سے مجھے

مصیبتوں کا کبھی ختم سلسلہ نہ ہوا
غمِ دوام ملا عمرِ جاوداں سے مجھے

ہجومِ جلوۂ فصلِ چمن معاذ اللہ
قفس نظر نہیں آتا ہے آشیاں سے مجھے

تصورِ اپنی جوانی کا اللہ پیری میں
فسانہ یاد تو آیا مگر کہاں سے مجھے

کہاں سے شعرِ آلم میں یہ مستیاں آئیں
یہ پوچھنا ہے اسی رندِ خوش بیاں سے مجھے

غزل

جناب سعادت نظیر

میری خاموشی مری تقریر ہے
میری گمنامی مری تشہیر ہے

پھول تیرے حسن کی تصویر ہے
نغمۂ بلبل تری تقریر ہے

موت کیا ہے کچھ نہیں اس کے سوا
زندگی کے خواب کی تعبیر ہے

چاہے تو اس کو بنا، چاہے بگاڑ
ہاتھ میں تیرے تری تقدیر ہے

رنگ لایا قیدیوں کا اضطراب
ٹوٹنے کو پاؤں کی زنجیر ہے

جو بنا تھا باصدائے انقلاب
خواب تھی اب خواب کی تعبیر ہے

موت جب آتی ہے جی اٹھتا ہوں میں
میری ہر تخریب میں تعمیر ہے

چاند میں تاروں میں، سورج میں نظیر
جس میں دیکھو حسن کی تنویر ہے

اردو ۔ شعر میری شاعری کا نقطۂ آغاز ... ۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۴ء ... کی بات ہے ... [illegible]
بعد شعر گوئی احسن ہے

© rasailojaraid.com